نبی کی معرفت

مقصد کی جانب عام هدایت

علامه سید محمد حسین طباطبائی

معاد

جو لوگ اسلامی علوم سے کسی حد تک واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ قرآن مجید اور احادیث نبویؐ میں روح اور جسم کا ذکر اکثر آیا ہے۔اگرچہ جسم اور بدن کا، جو اس کی مدد سے سمجھا جاسکتا ہے، تصور کرنا نسبتاً آسان ہے لیکن روح اور نفس کا تصور ابہام اور پیچیدگی سے خالی نہیں۔

شیعہ اور سنی متکلمین اور فلسفی روح کی حقیقت کے بارے میں مختلف نظریات رکھتے ہیں، تاہم یہ بات کسی حد تک مسلم ہے کہ اسلام کی نظر میں روح اور بدن دو ایسی حقیقتیں ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔موت کی وجہ سے بدن زندگی کی خاصیت کھودیتا ہے اور بتدریج تحلیل ہوجاتا ہے لیکن روح کی یہ صورت نہیں بلکہ دراصل روح ہی زندگی کا سرچشمہ ہے۔ جب بدن کا روح سے اتصال ہوتا ہے تو بدن بھی اس سے زندگی حاصل کرتا ہے اور جب روح بدن سے جدا ہوجاتی ہے اور اپنا رشتہ اس سے توڑلیتی ہے (یعنی جب موت واقع ہوجاتی ہے تو بدن کام کرنا چھوڑدیتا ہے لیکن روح اپنی زندگی جاری رکھتی ہے۔

قرآن مجید کی آیات اور ائمہ اہلبیتؑ کے اقوال پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انسانی روح دکھائی نہیں دیتی ہے لیکن اس کا مادی جسم سے ایک قسم کا رشتہ اور تعلق ضرور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں فرماتا ہے۔

''ہم نے انسان کو گیلی مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے ایک محفوظ جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہمیں نے نطفہ کو جما ہوا خون بنایا۔ پھر ہمیں نے منجمد خون کو گوشت کا لوتھڑا بنایا پھر ہمیں نے لوتھڑے کی ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر ہمیں نے اسے ایک دوسری صورت میں پیدا کیا۔'' (سورہ مومنون۔آیات ۱۲ تا ۱۴)

ان آیات کی ترتیب سے واضح ہے کہ شروع میں بتدریج مادی تخلیق کا ذکر کیا گیا ہے اور جب روح ،شعور اور ارادے کے ظہور کی جانب اشارہ کیا گیا ہے تو ایک اور تخلیق کا ذکر کیا گیا ہے جو پہلی تخلیق سے مختلف ہے۔

ایک اور مقام پر ان منکرین کے جواب میں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ انسان کا جسم جو موت کے بعد تحلیل ہوجاتا ہے اور اس کے عناصر منتشر ہوکر معدوم ہوجاتے ہیں ایک نئی زندگی پائے اور بعینہٖ پہلے والا انسان بن جائے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:

اے رسولؐ کہدو کہ ملک الموت جو تم پر تعینات ہے تمہاری روحیں تمہارے بدنوں سے نکال لے گا اور اسکے بعد تم سب کے سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے (سورہ سجدہ۔آیت ۱۱)

یعنی موت کے بعد تمہارے جسم تحلیل ہوکر مٹی کے ذروں میں غائب ہوجاتے ہیں لیکن خود تمہیں (یعنی روحوں کو) ملک الموت نے تمہارے بدنوں سے نکال لیا ہے اور تم ہمارے پاس محفوظ ہو۔

ان آیات کے علاوہ قرآن مجید ایک جامع بیان میں خود روحوں کو غیر مادی قرار دیتا ہے اور فرماتا ہے:

''(اے رسولؐ) تم سے لوگ روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں ۔تم کہہ دو کہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہے۔'' (سورہ بنی اسرائیل ۔آیت ۸۵)

ایک اور مقام پر اپنے ''امر'' کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

'' جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو کہہ دیتا ہے کہ ہوجا، پس وہ بلا توقف ہوجاتی ہے۔''

(سورہ یٰسین ۔آیات ۸۱-۸۲)

ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ اشیاء کی تخلیق کے بارے میں اللہ کا امر تدریجی نہیں ہے اور نہ ہی زمان ومکان سے مشروط ہے لہٰذا روح اللہ سے منسوب ہونے کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ یہ کوئی مادی چیز نہیں ہے اور اس میں مادی خصوصیات بھی نہیں ہیں۔ یعنی یہ تقسیم تبدیلی اور زمان ومکان سے محدود ہونے کی خاصیتوں سے مبرا ہے۔

روح کی حقیقت کے بارے میں ایک اور نقطہ نگاہ سے بحث

عقلی کاوش بھی روح کے بارے میں قرآن مجید کے نظریے کی تائید کرتی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک

اپنے اندر ایک حقیقت کی موجودگی سے آگاہ ہے جسے وہ ''میں'' کہتا ہے اور یہ آگاہی انسان میں ہمیشہ موجود رہتی ہے۔

بعض اوقات انسان اپنا سر، ہاتھ، پاؤں اور دوسرے اعضاء حتی کہ اپنا بدن تک بھول جاتا ہے لیکن جب تک کہ خود اپنے آپ (میں) کا احساس اس کے ادراک سے خارج نہیں ہوتا، اس ادراک کو نہ تو تقسیم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کا تجزیہ کیا جاسکتا ہے حالانکہ انسان کا بدن مسلسل تبدیل ہوتا رہتا ہے اور اپنے لئے مختلف مقامات کا انتخاب کرتا ہے اور وقت کے مختلف لمحات سے گزرتا ہے لیکن مذکورہ بالا حقیقت (میں) قائم رہتی ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ کوئی مادی چیز ہوتی تو اس میں تقسیم اور زمان ومکان کی تبدیلی جیسی مادی خاصیتیں موجود ہوتیں۔

بدن میں مادہ کہ یہ تمام خصوصیتیں موجود ہوتی ہیں اور بدن اور روح کے ارتباط کی وجہ سے انہیں روح سے بھی منسوب کردیا جاتا ہے۔ تاہم تھوڑے سے غور کے نتیجے میں یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ یہ لحہ اور وہ لحہ، یہ جگہ اور وہ جگہ، یہ شکل اور وہ شکل، یہ سمت اور وہ سمت، یہ سب بدن کی خاصیتیں ہیں اور روح ان سے منزہ ہے۔ دراصل یہ لیپاپوتی اس بدن کے راستے سے ہوتی ہے۔ اس کے برعکس ادراک، شعور اور علم کے بارے میں جو روح کی خصوصیات ہیں یہی استدلال ہوسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر علم ایک مادی خصوصیت ہوتی تو مادہ کی شرائط کے مطابق تقسیم اور تجزیہ کے قابل ہوتی اور اس پر زمان اور مکان کا اطلاق ہوتا۔

بلاشبہ یہ عقلی بحث طویل ہوسکتی ہے اور اسکے متعلق ایسے بہت سے سوالات اور جوابات ہیں جن کا جائزہ لینا سردست ممکن نہیں۔ جو مختصر بحث یہاں پیش کی گئی ہے اس کا مقصد فقط بدن اور روح کے بارے میں اسلامی اعتقادات کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ اس موضوع پر مکمل بحث کے لئے اسلامی فلسفہ پر لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہئے[1]

موت کے بارے میں اسلامی نظریہ

گو بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ موت انسان کو معدوم کردیتی ہے اور انسانی زندگی فقط پیدائش

۱۔ جن کتابوں کے مطالعے کا فاضل مصنف نے مشورہ دیا ہے کہ ان سے بالخصوص ان کی مراد صدرالدین شیرازی اور انکے علاوہ ایران کے دیگر اسلامی فلسفی ہیں جنہوں نے روح اور اس کی صلاحیتوں کے بارے میں پہلے فلسفوں کے مقابلے میں زیادہ مدلل بحث کی ہے تاہم جہاں تک روح کے غیر مادی ہونے کا تعلق ہے بوعلی سینا کی کتابوں میں اس کے کافی عقلی ثبوت مہیا کیے گئے ہیں۔ ناشر

اور موت کے درمیانی عرصے تک محدود ہے لیکن اسلام کے نظریہ کے مطابق موت انسانی زندگی کے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے کی جانب انتقال کا نام ہے۔ اسلام کے مطابق انسان ایک ایسی جاودانی زندگی کا مالک ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ۔موت جس کے معنی روح کے بدن سے علیحدگی کے ہیں۔ انسان کو زندگی کے ایک نئے مرحلے میں داخل کرتی ہے جس میں مایوسی اور خوشی کا انحصار ان اچھے اعمال پر ہوتا ہے جو موت سے پہلے گزاری جانے والی زندگی میں انجام دیے گئے ہوں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے:

''تمہیں معدوم ہونے کے لیے نہیں زندہ رہنے کے لیے بنایا گیا ہے ۔ ہوتا صرف یہ ہے کہ تم ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوجاتے ہو۔'' [۲]

برزخ

جو کچھ ہم کتاب اور سنت سے اخذ کرسکتے ہیں اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ انسان موت اور قیامت کے دوران ایک محدود اور عارضی زندگی گزارتا ہے جو ایک درمیانی منزل (برزخ) کی ایسی کڑی ہے جو موجودہ دنیا کی زندگی اور جاودانی زندگی کو آپس میں جوڑ دیتی ہے۔موت کے بعد انسان سے اسکے اعتقادات اور زندگی میں کیے گئے اچھے اور برے اعمال کے بارے میں سوال کیے جاتے ہیں۔اس سرسری محاسبے اور اس پر دیے گئے فیصلے کی روشنی میں اسے پسندیدہ اور خوشگوار اور ناخوشگوار زندگی گزارنی پڑتی ہے۔ وہ نئی زندگی قیامت کے انتظار میں گزارتا ہے۔ عالم برزخ میں انسان کی زندگی اس شخص کی کیفیت سے مشابہ ہوتی ہے جسے اس کے اعمال کی بازپرس کے سلسلے میں کسی عدالت میں طلب کیا گیا ہو۔ اس سلسلے میں اس پر جرح کی جاتی ہے اور سارے واقعہ کی چھان بین ہوتی ہے اور جب اس کی مسل مکمل ہوجاتی ہے تو پھر وہ مقدمہ چلنے کا منتظر ہوتا ہے۔

برزخ میں انسان کی روح موجودہ دنیا میں میں کیے گئے اعمال کے مطابق زندگی گزارتی ہے۔[۳] اگر وہ نیک ہو تو نیک اور خدا رسیدہ لوگوں کے درمیان خوشی اور نیک بختی کی زندگی بسر کرتا ہے اور اگر بد ہو تو اپنا وقت عذاب اور تکلیف میں گذارتا ہے اور شیطانوں اور گمراہ لوگوں کے

۲۔ بحار الانوار (جلد ۳۔صفحہ ۱۶۱) اعتقادیہ شیخ صدوق سے ماخوذ ، ۳۔ بحار الانوار جلد ۳۔ باب البرزخ)،

پیشواؤں کے ساتھ رہتا ہے۔[۴] نیک لوگوں کی حالت کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار (مقام قرب) سے روزی پاتے ہیں اور اللہ نے ان پر جو فضل وکرم کیا ہے اور اس پر بہت خوش ہیں اور جو لوگ ان سے پیچھے رہ گئے اور ان میں آ کر شامل نہیں ہوئے وہ ان کی نسبت یہ خیال کرکے خوش ہوتے ہیں کہ ان پر نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ ہی وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔ وہ اللہ کی نعمت اور فضل وکرم اور اس بات کی خوشخبری پاکر خوش ہورہے ہیں کہ اللہ مومنین کے ثواب کو برباد نہیں کرتا۔" (سورہ آل عمران ۔ آیات ۱۶۹ تا ۱۷۱)

اور ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے جو اس دنیا میں اپنا مال ودولت جائز طریقے سے نہیں خرچ کرتے یوں فرماتا ہے:

"یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آئے تو وہ کہتا ہے:

اے پروردگار! مجھے ایک بار پھر اس مقام پر واپس کردے جسے میں چھوڑ آیا ہوں، لیکن نہیں یہ ایک بیکار بات ہے جو وہ کرتا ہے اور ان کے (مرنے کے بعد) عالم برزخ ہے جہاں انہیں اس دن تک رہنا ہوگا جب وہ دوبارہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔" (سورہ مومنون ۔ آیات ۹۹۔۱۰۰)

روز قیامت

آسمانی کتابوں میں فقط قرآن مجید ہی ایسی کتاب ہے جس نے قیامت کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ جہاں توریت نے اس دن کا کوئی ذکر نہیں کیا اور انجیل نے اس کی جانب محض اشارہ کیا ہے، وہاں قرآن مجید نے سینکڑوں جگہ اس کا تذکرہ مختلف ناموں سے کیا ہے او اس دن بنی نوع انسان پر جو گذرے گی اسے کہیں مختصر اور کہیں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس نے بارہا بتایا ہے کہ روز جزاو قیامت پر ایمان لانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا اللہ پر اور یہ کہ یہ اسلام کے تین بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ جو شخص قیامت کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اسکے مقدر میں دائمی بدبختی اور ہلاکت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے اعمال کا کوئی حساب کتاب نہ ہو اور انکی کوئی جزا وسزا نہ ملے تو دین

۴۔ بحار الانوار (جلد ۳۔ باب البرزخ)

کی دعوت کا جو اللہ تعالیٰ کے احکام کا مجموعہ ہے اور جس میں بعض کام کرنے کو کہا گیا ہے اور بعض سے منع کیا گیا ہے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا کیونکہ دین کا قبول کرنا اور اس کے مقرر کردہ قواعد وضوابط کی پیروی کرنا پابندیاں قبول کئے اور آزادی سے دستبردار ہوئے بغیر ممکن نہیں ہے اور اگر دین کی متابعت کا حاصل کچھ نہ ہو تو لوگ اسے ہرگز قبول نہیں کریں گے اور اپنی طبیعی آزادی سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

اس دلیل سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ قیامت کے دن کے ذکر اور بیان کی اہمیت دینی دعوت کے اصول کی اہمیت کے برابر ہے۔

اس سے یہ بھی واضح ہوجاتا ہے کہ روز جزا پر ایمان انسان کے تقویٰ اختیار کرنے اور کبیرہ گناہوں اور بری خصلتوں سے اجتناب برتنے کا اہم ترین عامل ہے جیسے کہ اس دن کو بھلا دینا اور اس پر ایمان نہ رکھنا ہر برائی اور گناہ کی اصلی جڑ ہے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔

''بلاشبہ جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹکتے ہیں انہیں بڑی سخت سزا ملے گی کیونکہ انہوں نے قیامت کے دن کو بھلا دیا۔'' (سورہ ص۔آیت ۲۷)

جیسا کہ اس آیہ کریمہ سے ظاہر ہے قیامت کے دن کو بھلا دینا گمراہی کا اصلی سبب گردانا گیا ہے۔ انسان اور کائنات کی تخلیق اور آسمانی مذاہب کے مقاصد پر غور کرنے سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ حساب وکتاب کا بھی ایک دن ہوگا۔

جب ہم انسان کی پیدائش اور جہان ہستی کے بارے میں غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ کوئی بھی کام (جو کہ لازمی طور پر ایک قسم کی حرکت بھی ہے) ایک تغیر پذیر مقصد اور ہدف کے بغیر انجام نہیں پاتا اور وہ کام بذات خود ہرگز مقصد نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ ایک مقصد کی تمہید ہوتا ہے اور اس مقصد کی خاطر انجام دیا جاتا ہے حتیٰ کہ بعض کام جو بادی النظر میں بے مقصد معلوم ہوتے ہیں (مثلاً جبلی اقدامات اور بچوں کا کھیل وغیرہ) اگر ہم ان کا بغور مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ ان کاموں کی نوعیت کے مطابق ان کے مقاصد بھی ہیں۔ جہاں تک جبلی کاموں کا تعلق ہے جو کہ عموماً حرکت کی شکل میں ہوتے ہیں جس مقصد کی جانب حرکت ہو وہی اس کا مقصد ہوتا ہے اور بچوں کے کھیل میں کھیل کی نوعیت کے مطابق ایک خیالی مقصد ہوتا ہے جسے حاصل کرنے کی خاطر کھیل کھیلا جاتا ہے۔

بلاشبہ انسان اور دنیا کو پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات سے بری ہے کہ کوئی فضول اور بے مقصد کام کرے مثلاً ہمیشہ پیدا کرے روزی دے اور مار دے اور پھر پیدا کرے،

روزی دے اور مار دے اور سی طرح بناتا اور تباہ کرتا رہے اور اس کا کوئی مستقل مقصد نہ ہو۔

لہٰذا ضروری ہے کہ دنیا اور انسان کے پیدا کرنے کا کوئی مستقل مقصد ہو۔ درحقیقت اس کا فائدہ اللہ تعالیٰ کو نہیں پہنچتا جو کہ ہر چیز سے بے نیاز ہے بلکہ مخلوق کو پہنچتا ہے۔ پس یوں کہنا چاہئے کہ دنیا اور انسان ایک مستقل حقیقت اور زیادہ کامل وجود کی طرف گامزن ہیں جو فنا نہیں ہوتا اور لازوال ہے۔

اس کے علاوہ جب ہم لوگوں کی حالت پر دینی تعلیم وتربیت کے نقطۂ نگاہ سے غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ خداوند عالم کی رہنمائی اور دینی تربیت کے نتیجے میں وہ نیک اور بد کے دوگروہوں میں تقسیم ہوجاتے یں ، تاہم اس زندگی میں ان کے مابین کوئی تمیز نہیں کی جاتی بلکہ کامیابی عموماً بدکاروں اور ظالموں کے حصے میں آتی ہے اور نیکوکار مصائب ،محرومی اور ظلم کا شکار رہتے ہیں۔ اس صورت میں عدل خداوندی کا تقاضہ ہے کہ ایک اور دنیا بھی ہو جس میں مذکورہ بالا گروہوں میں سے ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا ملے اور لوگ ایسی زندگی گزاریں جس کے وہ مستحق ہوں۔

پس تخلیق اور قوانین خداوندی کے مقصد کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ ہر شخص کے لئے قیامت کا دن آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس حقیقت کی یوں وضاحت کی ہے۔

'' ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو چیزیں ان کے درمیان ہیں بیکار نہیں بنایا۔ ہم نے انہیں بجز سچائی کے نہیں بنایا مگر ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (سورہ دخان۔ آیت ۳۸۔۳۹)

ایک اور مقام پر ارشاد خداوندی ہوتا ہے :

'' ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو جو چیزیں ان کے درمیان ہیں انہیں بیکار نہیں پیدا کیا۔ یہ ان لوگوں کا احمقانہ خیال ہے جو کافر ہو گئے ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جو آگ (دوزخ) کے منکر ہیں کیا جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے، ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کردیں جو روئے زمین پر فساد پھیلا تے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو فاجروں کی مانند قرار دیں۔''' (سورہ ص ۔ آیات ۲۸۔۲۸)

پھر فرماتا ہے۔: '' جو لوگ برے کام کرتے ہیں کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کردیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام بھی کرتے رہے اور ان سب کا جینا مرنا یکساں ہوگا؟ یہ لوگ کیا برے حکم لگاتے ہیں؟ اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو مصلحت سے پیدا کیا تا کہ ہر شخص کو

اس کے کیے کا بدلہ دیا جائے او ان پر کسی طرح کا ظلم نہیں کیا جائے گا۔''(سورہ جاثیہ۔آیات ۲۱۔ ۲۲)

مزید وضاحت

اس سے قبل ہم نے قرآن مجید کے ظاہر اور باطن کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے اس امر کی جانب اشارہ کیا تھا کہ قرآن مجید نے اسلامی علوم مختلف طریقوں سے بیان کیے ہیں اور یہ طریقے بالعموم ظاہری اور باطنی نظریوں میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔

ظاہری طریقے سے جو کچھ بیان کیا جائے وہ، وہ ہے جو عام لوگوں کے سادہ خیالات کی سطح کے مطابق ہو اور اسکے برعکس جو کچھ باطنی طریقے سے بیان کیا جائے وہ خاص لوگوں کے لئے ہے اور اسکا ادراک فقط اس بصیرت سے حاصل ہوتا ہے جو روحانی زندگی گزارنے سے میسر آتی ہے۔

ظاہری نقطہ نگاہ سے جو نظریہ جنم لیتا ہے اس کے مطابق اللہ جہان ہستی کا مطلق فرمانروا ہے اور تمام کائنات اس کی ملکیت ہے۔ اس نے بیشمار فرشتے پیدا کیے ہیں تا کہ وہ کائنات کے ہر حصے کے بارے میں اس کی جانب سے دیے گیے احکام پر عمل در آمد کریں۔ تخلیق کا ہر حصہ اور اس کا نظام فرشتوں کے ایک خاص گروہ سے متعلق ہے اور وہی اس خطے کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

بنی نوع انسان اس کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں جن کے لیے لازم ہے کہ اس کے اوامرو نواہی کی پیروی کریں اور اس کے احکام مانیں اور پیغمبر اس کا پیغام یعنی وہ شریعتیں اور قوانین لانے والے ہیں جو اللہ اپنے بندوں کے لئے بھیجتا ہے اور ان پر عمل کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور اطاعت کے بدلے ثواب اور نیک جزا اور کفر اور گناہ کے بدلے میں سزا اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے اور جیسا کہ اس نے فرمایا ہے وہ وعدہ خلافی نہیں کرے گا اور اس کے عدل کا تقاضہ ہے کہ نیک اور بدلوگ جو اس دنیا میں اپنی اچھائی اور برائی کے مطابق ثمرات زندگی کے ضمن میں باہم یکساں ہیں۔ ہستی کی ایک اور صورت میں ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ نیکوں کو اچھی اور خوشگوار اور بروں کو بری اور ناگوار زندگی عطا فرمائے۔

پس اللہ تعالیٰ اپنے عدل اور وعدوں کے مطابق، ان سب کو جو اس دنیا میں ہیں ان کی موت کے بعد زندہ کرے گا اور ان کے ایمان اور اعمال کا مفصل جائزہ لے گا اور ان کا صحیح صحیح فیصلہ کرے گا۔ وہ ہر حقدار کو اس کا حق دے گا اور جس کسی پر ظلم ہوا ہوگا ظالم سے اس کا بدلہ لے گا۔ وہ ہر شخص کو

اس کے اعمال کی جزا اور سزا دیگا۔ چنانچہ کچھ لوگوں کو ہمیشہ کے لئے جنت ملے گی اور کچھ ایسے ہوں گے جنہیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

یہ قرآن مجید کا ظاہری بیان ہے اور بلاشبہ سچا اور درست ہے تاہم اس کی زبان انسان کی سماجی زندگی سے جنم لینے والے خیالات سے مرتب کی گئی ہے تاکہ اس کا فائدہ زیادہ عام ہو اور اسکا دائرہ عمل زیادہ وسیع ہو۔

جن لوگوں کو حقائق کا ادراک حاصل ہے اور وہ قرآن مجید کی باطنی زبان سے کسی حد تک واقف ہیں وہ ان بیانات سے وہ چیزیں سمجھتے ہیں جو سادہ اور عام سوجھ بوجھ کی سطح سے بالاتر ہیں۔ قرآن مجید بھی اپنے سادہ اور غیر پیچیدہ بیانات کے درمیان کبھی کبھی ان کے باطنی مقصد کی جانب اشارہ کرتا ہے وہ متعدد اشاروں سے مختصراً یہ بتاتا ہے کہ جہان ہستی اپنے تمام اجزا کے ساتھ کہ انسان بھی ان میں سے ایک ہے اپنے تکوینی سفر کی بدولت (جو ہمیشہ کمال کی جانب ہے) اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت کررہا ہے۔ ایک دن ایسا آئے گا جب اس کی یہ حرکت اختتام پر پہنچ جائے گی او اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے سامنے اپنی علیحدہ ہستی مکمل طور پر کھودے گا۔

انسان جو کہ اس دنیا کا ایک حصہ ہے اور جس کا مخصوص ارتقا علم اور شعور کے ذریعے ہے بڑی تیزی سے اپنے پروردگار کی جانب حرکت کررہا ہے اور جس دن اس کی حرکت ختم ہوجائے گی اس دن وہ بے مثل خدا کی حقانیت اور وحدت کا واضح طور پر مشاہدہ کرے گا۔ وہ دیکھے گا قدرت، تسلط اور کمال کی ہر صفت کی مالک فقط اللہ کی مقدس ذات ہے اور اسی طرح ہر چیز کی اصلیت بھی اس پر واضح ہوجائے گی۔

یہ جہاں ابدیت کی پہلی منزل ہے۔ اگر انسان اس دنیا میں ایمان اور عمل صالح کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اور ان لوگوں سے جو اس کے نزدیک ہیں ارتباط، اتصال، الفت اور انس پیدا کرلے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور عالم بالا کے پاک لوگوں کی صحبت میں ایسی خوش بختانہ زندگی گزارے گا جس کی تعریف وتوصیف ناممکن ہے لیکن اگر اس دنیا کی زندگی سے محبت اور وابستگی اور اس عارضی اور بے پایاں لذتوں کی خاطر عالم بالا سے رشتہ توڑنے اور اللہ اور اس کی بارگاہ کے پاکیزہ بندں سے اسے کوئی انس اور محبت نہ ہوتو وہ دردناک عذاب اور دائمی بدبختی میں مبتلا ہوجائے گا۔ یہ درست ہے کہ انسان اس دنیا میں جو اچھے یا بُرے کام کرتا ہے وہ عارضی ہوتے ہیں اور مٹ جاتے ہیں لیکن ان

اچھے یا بُرے اعمال کی تصویریں اس کے اندر نقش ہوجاتی ہیں اور ہر جگہ اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور یہی اس کی آئندہ کی خوشگوار یا تلخ زندگی کا سرمایہ ہیں۔

جو کچھ اُوپر بیان کیا گیا ہے اور اس کی تصدیق ان قرآنی آیات سے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''بلاشبہ سب کو تمہارے پروردگار کی طرف پلٹنا ہے۔'' (سورہ علق۔آیت ۸)

پھر فرماتا ہے: ''جان لو کہ تمہارے امور اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں۔'' (سورہ شوریٰ۔آیت ۵۳)

مزید فرماتا ہے۔: ''آج کے دن مطلق امر اللہ کا ہے۔'' (سورہ انفطار۔آیت ۱۹)

ایک اور مقام پر فرماتا ہے۔:

''اے (یادخدا) سے اطمینان اور آرام پانے والی روح اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پس تو میرے بندوں میں شامل ہوجا اور میری بہشت میں داخل ہوجا۔'' (سورہ فجر آیات ۲۷ تا۔۳۰)

اور قیامت کے دن بنی نوع انسان کے کچھ افراد سے جو خطاب کیا جائے گا اس سلسلے میں فرماتا ہے: برے کام کرنے والے سے کہا جائے گا:

''تو اس دن سے غافل تھا۔ اب ہم نے تیرے سامنے سے پردہ ہٹادیا ہے تو تیری نگاہ بڑی تیز ہے۔'' (سورہ ق۔آیت ۲۲)

قرآن مجید کی تاویل کے بارے میں (یعنی ان حقائق کے بارے میں جو قرآن کا سرچشمہ ہیں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''کیا یہ لوگ صرف انجام (تاویل) کے منتظر ہیں حالانکہ جس دن انجام کا وقت آئے گا، جو لوگ اسے بھولے بیٹھے تھے وہ کہیں گے کہ بیشک ہمارے پروردگار کے سب رسول حق لے کر آئے تھے۔ کیا ہمارے لئے کوئی سفارش کرنے والے ہیں جو ہماری سفارش کریں یا کیا ہم پھر (دنیا میں) لوٹائے جاسکتے ہیں تاکہ جو کام کرتے تھے انہیں چھوڑ کر دوسرے کام کریں؟ بیشک ان لوگوں نے اپنے نفسوں کو بیحد نقصان پہنچایا اور جو افترا پرداز یاں کرتے تھے وہ سب غائب ہوگئیں۔ (سورہ اعراف۔آیت ۵۳)

اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ:

''اللہ اس دن انہیں پورا پورا بدلہ دے گا اور وہ جان جائیں گے کہ اللہ برحق اور حق ظاہر کرنے

والا ہے" (سورہ نور۔ آیت ۲۵)

" اے انسان تو اپنے پروردگار کی حضوری کی کوشش کرتا ہے تو ایک نہ ایک دن اس سے ملاقات کرے گا۔" (سورہ انشقاق ۔ آیت ۶)

"جو شخص اللہ سے ملاقات کا خواہشمند ہو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ وقت جو اللہ نے ملاقات کے لئے مقرر کیا ہے، آنے والا ہے۔" (سورہ عنکبوت۔ آیت ۵)

" جو شخص اپنے پروردگار سے ملاقات کا آرزو مند ہو اسے چاہئے کہ اچھے کام کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔" (سورہ کہف ۔ آیت ۱۱۱)

" اے اطمینان پانے والی روح اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل، اس حال میں کہ تو اس سے راضی پس وہ تجھ سے راضی پس تو میرے بندوں میں شامل ہوجا اور میری بہشت میں داخل ہوجا۔"(سورہ فجر ۔ آیت ۲۷ تا ۳۰)

"جب بڑی سخت مصیبت (قیامت) آموجود ہوگی اور جس دن انسان اپنے کاموں کو خود یاد کرے گا اور جہنم دیکھنے والوں کے سامنے ظاہر کردی جائے گی تو جس نے (دنیا میں) سر اٹھایا تھا اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی تھی اس کا ٹھکانا یقیناً دوزخ ہے مگر جو شخص اپنے پرودگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا اور اپنے جی کو ناجائز خواہشوں سے روکتا رہا اس کا ٹھکانا یقیناً بہشت ہے۔"(سورہ نازعات ۔ آیات ۳۴ تا ۴۱)

جزا کی اعمال سے مطابقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"(پھر کہا جائے گا) اے کافرو! آج بہانہ نہ ڈھونڈو ۔تم جو کچھ کرتے تھے تمہیں اسی کا بدلہ دیا جائے گا ۔" (سورہ تحریم۔ آیت ۷)

کائنات کا تسلسل

یہ جہان ہستی جو ہمیں نظر آتا ہے اس کی عمر لامحدود نہیں ہے اور ایک دن ایسا آئے گا جب اس جہان اور اس میں رہنے والوں کی بساط الٹ دی جائے گی جیسا کہ قرآن مجید نے تصدیق کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

" ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے انہیں" حق" اور ایک معینہ مدت کے

لئے پیدا کیا ہے۔" (سورہ احقاف۔ آیت ۳)

سوال کیا جاسکتا ہے کہ کیا اس دنیا اور نسل انسانی سے پہلے کوئی اور دنیا اور کوئی اور نسل انسانی بھی موجود رہی ہے اور کیا اس دنیا اور اس میں رہنے والوں کے خاتمے پر (جس کی قرآن مجید بھی تائید کرتا ہے۔) کوئی اور دنیا اور نسل انسانی بھی پیدا کی جائے گی؟ قرآن مجید بجز اشاروں کے ان سوالوں کا کوئی صریح جواب نہیں دیتا۔ تاہم ائمہ اہلبیتؑ سے منقول روایات کے مطابق ان سوالوں کا جواب اثبات میں ہے۔ ۵

۵۔ چھٹے امامؑ نے فرمایا: "شاید تم خیال کرتے ہو کہ اللہ نے تم سے پہلے کوئی نسل انسانی پیدا نہیں کی۔ نہیں، ایسا نہیں ہے۔ واللہ۔ اس نے تم سے پہلے ہزاروں انسانی نسلیں پیدا کی ہیں اور تم انہیں سے آخری ہو۔"

پانچویں امام علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کرنے کے بعد وہ انواع پیدا کیں جن میں سے کوئی بھی آدمؑ کی نسل سے نہ تھی۔ اس نے انہیں خاک سے پیدا کیا اور ہر موجود کو یکے بعد دیگرے زمین پر متمکن کردیا۔ پھر اس نے آدمؑ کو پیدا کیا جو بنی نوع انسان کے جدِ امجد تھے اور ان کے ذریعے سے ان کی اولاد کو پیدا کیا۔

چھٹے امام نے فرمایا ہے:

"یہ خیال نہ کرو کہ دنیا کے خاتمے اور قیامت کے بعد صالح لوگوں کو بہشت میں اور بدکاروں کو دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔ اللہ کی پرستش کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اللہ نر اور مادہ کے ازدواج کے بغیر دوبارہ اپنے ایسے بندے پیدا کریگا جو اس کی توحید کو پہچانیں گے اور اس کی پرستش کریں گے۔" (بحار الانوار۔ مطبوعہ کمپانی۔ جلد ۱۴ صفحہ ۷۹)